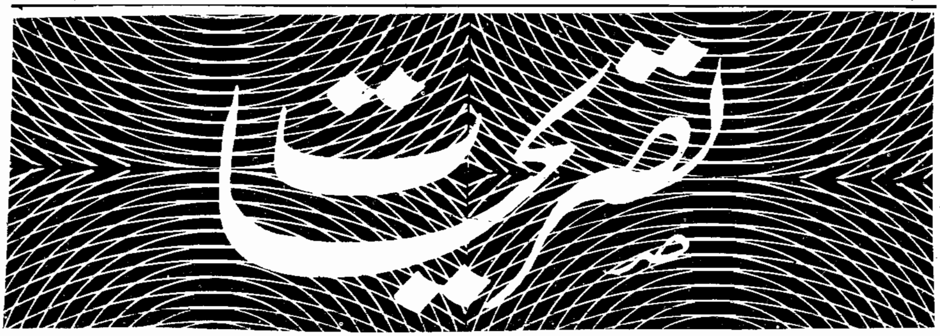

صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق اولاً انتخابات کو ٹلاتے رہے اور جب انتخابات کا فیصلہ کیا گیا تو غیر جماعتی انتخابات کرواکر ملک کو انتشار کی راہ پر رواں کر دیا۔ فوجی حکومت نے جب انتخاب کا ڈول ڈالا ہم نے ترجمان الحدیث کے ان صفحات میں اپنی بساط کی حد تک غیر جماعتی انتخابات کے مضرات، نقصانات اور متوقع خرابیوں کی بروقت نشان دہی کی۔ ہم نے صاف اور کھلے الفاظ میں یہ لکھا کہ پاکستان ایک عظیم نظریہ کے پس منظر میں قائم ہوا ہے۔ یہ ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کا فروغ و استحکام اس کے تحفظ و بقاء کا راز نظریہ پاکستان کے تحفظ میں مضمر ہے۔ نظریہ پاکستان کا تحفظ نظریاتی جماعتیں ہی کر سکتی ہیں۔ اگر انتخابات غیر جماعتی ہوئے تو سرمایہ دار، جاگیردار، نواب، رؤسا، پشتینی وڈیرے سیاسی مسافر ہر دلگی چھچے، عاشقانِ ہرجائی، مفاد پرست، عباد الاغراض، عباد الدرہم، عباد الدینار اور اقتدار کے کاسہ لیس قسم کی مخلوق منتخب ہو جائے گی۔ حالات و ظروف واقعات و مشاہدات نے کیا ہمارے ان اندیشوں کی تائید نہیں کر دی؟ ہم یہ کہتے تھے کہ آٹھ سال کے بعد اگر قوم کو رائے دینے کا حق دیا گیا ہے تو اسے صحیح سمت مہیا کی جائے۔ ورنہ نتائج خوفناک بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن طوطی کی نقار خانے میں کون سنتا ہے! اور حقیقت یہ ہے کہ ہماری نحیف و نزار آواز اگرچہ پورے تسلسل سے جاری رہی لیکن وہ صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔

---

ہم نے اپنے ناقص علم و تجربہ کی روشنی میں سیاسی مستقبل کا جو تجزیہ کیا تھا۔ اور متوقع نتائج کی جو نشان دہی کی تھی وہ ایک حقیقت ثانیہ بن کر ایک ایک کر کے سامنے آ رہی ہیں۔ سیاسی جماعتیں فوجی حکمرانوں کو خواب میں بھی ڈراتی ہیں۔ صورتِ حالات یہ ہے کہ پیر پگاڑہ کے گھوڑے باغی ہو چکے ہیں۔ جونیجو کا دامِ تزویر ناکام و نامراد ہو چکا ہے۔ ہمہ قسم کے سرکاری ہتھکنڈے حریت پسند نوجوان ممبرانِ اسمبلی کو قابو کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ بڑی بڑی تقدس مآب تجربہ کار جمہوریت پسند شخصیتیں نوجوانوں سے پٹ چکی ہیں۔ ہمارے وزیرِ خزانہ نے سرکار کے خزانۂ عامرہ سے ایک ارب سے زائد رقم ممبرانِ اسمبلی کو اپنا پابند

رکھنے کے لیے اعلان کیا۔ لیکن قومی اسمبلی کی کارروائی سے معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ محترم وزیر خزانہ کا یہ حربہ اور یہ عظیم پیش کش بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہی ۔ ہر روز اخبارات میں نئی سے نئی خبریں شاہ سرخیوں سے سامنے آتی ہیں کہ نئی مسلم لیگ بن رہی ہے جس کے صدر جونیجو صاحب ہوں گے۔ دوسرے روز خبر آتی ہے کہ مسلم لیگ کے صدر تو پیر پگارہ ہی رہیں گے ۔ البتہ جونیجو صاحب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر ہوں گے ۔ تیسرے روز خبر آتی ہے ۔ کہ ممبران اسمبلی سے جونیجو صاحب نے دستخطوں کی مہم شروع کر دی ہے ۔ اور چاروں صوبوں میں انکا طوفانی دورہ شروع ہو چکا ہے ۔ آزاد گروپ بن رہا ہے ۔ آزاد گروپ بن چکا ہے ۔ مارشل لاء کی "بی" ٹیم جماعت اسلامی حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے گی ۔ یعنی سیاسی تو راکشتی ہو گی ۔ کہیں ممتاز تارڑ چنگھاڑ رہے ہیں ۔ کہیں حاجی سیف اللہ دھاڑ رہے ہیں ۔ کہیں ارکان روٹھ رہے ہیں اور کہیں منا رہے ہیں ۔ یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے ۔ یہ ساری صورت حال اس بات کی غماز ہے کہ یہ ساری مصیبت غیر جماعتی انتخابات کے نتیجہ میں سامنے آرہی ہے جماعتوں کے بغیر جمہوریت کا تصور ؏

ایں خیال است و محال است و جنوں

کی حیثیت رکھتا ہے اسمبلی کی موجودہ ہیئت ترکیبی پر ترس بھی آتا ہے افسوس بھی ہوتا ہے اور کبھی کبھی جذبات برہم بھی ہو جاتے ہیں ۔ جماعتیں اپنے ممبروں کو کنٹرول کر سکتی ہیں ۔ دولت کی پیشکش وزارتوں کی پیشکش پارلیمانی سیکرٹری شپ کا لالچ یہ مسئلہ کی سنگینی کا حل نہیں ایک وقتی ناکام حربہ ہے ۔ اب تو پیر پگارہ جیسے بذلہ سنج لیڈر یہ بیان دینے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ۱۹۸۷ء میں جماعتوں کی بنیاد پر انتخابات کروائے جائیں ۔ مارشل لاء جا رہا ہے ۔ مارشل لاء یکم جنوری کو ختم ہو گا ۔ مارشل لاء اگر باقی رہا تو میری وزارت عظمیٰ بلا جواز ہو گی وغیر ذالک یہ متضاد بیانات اور مختلف خبریں پڑھتے اور سنتے ہیں ۔ ملک میں فکری انتشار برپا ہے روز بروز حالات و ظروف تشویشناک کی طرف جا رہے ہیں ۔ ہمارے نزدیک اس مسئلہ کا ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ مارشل لاء کو بیک جنبش قلم ختم کیجئے ۔ سیاسی جماعتوں کو بحال کیجئے اور ممبران اسمبلی کو حسب حال اپنی من پسند سیاسی جماعتوں میں ضم ہو جانے کی اجازت دیجئے ۔ اور ان تمام جماعتوں کو بذریعہ عدالت عالیہ یکسر ختم کر دیجئے ۔ جو نظریۂ پاکستان کی مخالف ہیں ۔ اور جن کی وفاداریوں کے ڈانڈے ملک سے باہر ملتے ہیں ۔ انہیں بھی موقوف کر دیجیے ۔ اور جتنی جلدی ہو سکے جماعتی بنیادوں پر انتخابات کا اہتمام کیا جائے ۔ اس کے علاوہ جو بھی راہ اختیار کی جائے گی ۔ وہ ملک میں بحران تو پیدا کر سکتی ہے موجودہ سیاسی انتشار کو حل نہیں کر سکتی ۔

جناب صدر پاکستان ! آپ پورے آٹھ برس اپنی تقریروں اور بیانات میں پورے تسلسل سے یہ بات واضح کرتے رہے کہ میں اس ملک میں اسلام نافذ کر کے رہوں گا۔ ایسے نمائندے منتخب کیے جائیں گے جو خود پکے سچے مسلمان ہوں گے۔ اور وہ پورے خلوص سے اسلام کی بھی علمبرداری فرمائیں گے لیکن جو ممبران منتخب ہو کر قوم کے سامنے آئے ہیں۔ وہ آپ کی تقریروں، بیانات اور عزائم کی یکسر نفی کرتے ہیں اب چوں چوں کا یہ مربہ آپ کے مبینہ معیار پر پورا نہیں اترتا۔

جناب صدر پاکستان :۔ خدا لگتی کہیے کہ کیا آپ نے حسب وعدہ ملک میں اسلام نافذ کر دیا ؟ یا یہ ویسے ہی مارشل لاء کی زنجیروں کو دراز کرنے کے لیے بہلاوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس جواب دہی کے لیے تیار رہیے۔

جناب صدر ! ہم عاجز بندوں کو آپ کی اونچی تقریریں بلند پایہ بیانات اور آپ کا متضاد کردار سمجھ نہیں آیا۔ کہ ایک طرف آپ اپنی روحانی بیٹری کو چارج کروانے کے لیے مکہ اور مدینہ جاتے ہیں بیت اللہ اور مسجد نبوی کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی عمرہ بھی فرما لیتے ہیں تعجب اور بالائے تعجب یہ ہے کہ یہی مکے اور مدینے سے روحانی بیٹری چارج کروانے والی شخصیت رنگون برما کے بڑے مندر میں جاکر بڑی مورتی کو سلام عرض کرتی اور نہ صرف پھولوں کا ہار پہناتی بلکہ اپنی من کی مرادیں پوری کرنے کے لیے چالیس من وزنی گھنٹی کو بھی بجاتی ہے۔ تعجب بالائے تعجب تو یہ ہے۔ کہ یہی دینی اور روحانی شخصیت رات کی تاریکی میں مختلف مزاروں کی خاک بھی چھانتی ہے۔ صدر پاکستان ! سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کو تحفظ دیتے ہوئے قادیانی آرڈیننس نافذ بھی کرتے ہیں پھر اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوئی سعی و کوشش نہیں کرتے بلکہ اس کی عملی نفی کرنے کے لیے ککے بند قادیانی سکے بند مرزائی سر ظفر اللہ خاں کی عیادت کرتے ہیں۔ وہ ظفر اللہ جس نے بابائے قوم بانی پاکستان محمد علی جناح کا جنازہ پڑھنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اب اس کی موت پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ ملک و ملت کے اس غدار کو سرکاری طور پر خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔

جناب صدر :۔ مسلمان ملک کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے کسی مرتد کی عیادت اور اس کی وفات پر سرکاری طور پر خراج تحسین اس کا کوئی شرعی جواز نہیں۔ جناب صدر ! یہ بات بھی آپ کے علم و مطالعہ میں آچکی ہوگی کہ ظفر اللہ کی لاش ربوہ میں امانتاً دفنائی گئی ہے تاکہ جب موقع ملے تو اسے قادیان "بھارت" میں دفنایا جائے۔ ظفر اللہ نے ہمیشہ ملک پر قادیانیوں اور قادیانیت کو ترجیح دی آپ کس منہ سے اسے محب وطن کہتے ہیں۔

پاکستان ایک مسلمان ملک ہے قرار دادِ مقاصد اس کا ماٹو ہے ۔ دنیا میں یہ پہلا ملک ہے جسے نظریاتی عقائد نے جنم دیا ۔ مسلمان ملک کی مسلمان حکومت اور مسلمان سربراہ مسلمانوں اور عام پبلک کی جان و مال عزت آبرو کے محافظ ہوتے ہیں ۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنا قتل و غارت ، غصب و نہب چوری و ڈکیتی کو ختم کرنا ان کے فرائض میں داخل ہوتا ہے ۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کے سفر سے واپسی کے موقع پر راہ میں ایک بڑھیا سے جب اپنے بارے میں یہ دریافت کیا کہ عمر کیسا ہے اس نے کہا کہ وہ کوئی اچھا آدمی نہیں ، پوچھا گیا کیوں بڑھیا نے جواب دیا کہ عمرؓ جب سے سربرآرائے خلافت ہوا ہے اس نے مجھ سے میرا حال میری ضروریات دریافت نہیں کیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ وہ یہاں سے بہت دور مدینہ میں رہتا ہے ۔ وہ تم سے تمہارے حالات کیسے دریافت کرتا! تو بڑھیا نے جواب دیا کہ اس نے کیوں خلافت قبول کی ۔ اسے کسی حکیم نے کہا تھا خلیفہ بنے جبکہ وہ میرے حالات ہی معلوم نہیں کر سکتا ۔ جناب صدر ! اس اثر کی روشنی میں آپ اور آپ کے ماتحت حکمرانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر لینا چاہیے ۔ ملک میں امن و امان ، سکون و سلامتی کا کیا حال ہے ؟ اس کو معلوم کرنے کے لیے کسی علم قیافہ یا علم عروض کی چنداں ضرورت نہیں ۔ اس سال جنوری سے لے کر ماہ ستمبر تک کے حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ کوئی ایسا دن طلوع ہوا ہے جس میں قتل و غارت لوٹ گھسوٹ نہ ہوئی ہو ؟ کراچی کے ایک محلہ میں تین قتل ہوئے ۔ گوجرہ میں ایک ہی خاندان کے پانچ افراد قتل ہوئے ۔ جھنگ میں ایک گھر کے چار افراد قتل ہو گئے ۔ ایوانِ صدر کے زیر سایہ راولپنڈی میں ایک ہی گھر کے ۹ افراد قتل کر دیئے گئے ۔ دو ہسپتال میں دم توڑ گئے ۔ لاہور میں ڈاکہ پڑا وہ جاتے جاتے گھر کے ایک فرد کو گولی کا نشانہ بھی بنا گئے ۔ لاہور چھاؤنی ایریا میں جہاں ہماری بہادر افواج کے بہادر افسران قیام پذیر ہیں ڈاکو دندناتے آئے کئی لاکھ روپے کا سونا نقدی اور دیگر سامان لے کر چلتے بنے بسوں کے ایکسیڈنٹ ، ریلوں کے حادثات کوئی نئی بات نہیں ۔

ہڑالوالہ میں چک نمبر گ ب ۲۴۲ کا نمبردار حافظ عبدالرحمٰن کمیرپوری دن دیہاڑے للکار کر قتل کر دیا گیا ابھی تک اس کا قاتل پولیس کی ملی بھگت سے گرفتار نہیں ہوا ۔ بلکہ وہ حافظ عبدالرحمٰن کے دیگر افراد کو قتل کی دھمکیاں بھجوا رہا ہے ۔ تاندلیانوالہ کے نواح میں ایک ہی گھر کی چار عورتیں جن میں تین سگی بہنیں تھیں گولی کا نشانہ بنا دی گئیں ۔ یہ وہ واقعات ہیں جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں ستم بالائے ستم تو یہ ہے کہ ابھی تک نہ کوئی ڈاکو چور گرفتار ہوا ہے ۔ اور نہ کوئی قاتل پولیس کے ہتھے چڑھا ہے ۔ مندرجہ بالا قتل کے واقعات کو سامنے رکھ کر ہم موجودہ سال کو عام القتل کہہ سکتے ہیں ۔

جناب صدر ! آپ انصاف فرمائیں کہ ملک کی انتظامیہ عدلیہ بیوروکریسی (افسر شاہی) ملک کے خزانہ عامرہ سے ماہانہ بیش بہا تنخواہیں۔ اور مراعات وصول کرتے ہیں۔ اور یہ خزانہ عامرہ پبلک کے خون پسینہ کی کمائی سے مہیا کیا جاتا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیں پبلک کے لیے امن وسکون مہیا کرنا ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟ ہماری بہادر پولیس سیاسی لوگوں کو تو ہواؤں میں سونگھ لیتی ہے لیکن قاتل و راہزن و لیٹروں اور ڈاکوؤں کے سامنے بھیگی بلی بن جاتی ہے۔ یہ بیوروکریسی جو کسی ذہین سے ذہین لیڈر اور مضبوط سے مضبوط جماعت کے پاؤں نہیں لگنے دیتی۔ یہ کس مرض کا علاج ہے۔ پولیس کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اس سے بھی ہمیں آگاہ کیا جائے موجودہ امن وامان جان ومال کے تحفظ کے سلسلہ میں صورتِ حال اتنی تشویشناک ہے کہ ملک کا ہر باشندہ سہما ہوا ہے۔ کہ پتہ نہیں کب کیا ہو جائے۔ آپ کا اخلاقی، دینی، انسانی فرض ہے کہ قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔ مجرموں کو سنگین سزاؤں سے دوچار کریں راہزن و ڈاکوؤں اور لیٹروں کا قلع قمع کریں۔ بیوروکریسی اور پولیس میں جو عناصر اپنی ذمہ داریاں اور فرائض میں کوتاہی کریں۔ ان کو عبرتناک سزائیں دیں۔ بلند بانگ دعوے اور اخباری بیانات اس کا ہرگز ہرگز حل نہیں ہیں۔

مارشل لاء کے ارباب قضاء و قدر اور اصحاب لبست وکشاد نہیں چاہتے تھے کہ اس ملک میں کوئی انتخاب ہو یا جماعتوں کو کھل کر سیاسی کام کرنے دیا جائے۔ چنانچہ مارشل لاء والوں کو خوش کرنے کے لیے ہمارے ملک میں نہ کاسہ لیسوں کی کمی ہے نہ متملقین کا فقدان ہے نہ ضمیر فروش مولوی کی جنس نایاب ہے مارشل لاء کی زنجیروں کو دراز کرنے اور انتخابات کے مطالبے کو ٹالنے کے لیے صدرِ پاکستان نے اچھے بھلے دانشور ڈھونڈ نکالے جن کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ اسلام کی روشنی میں ایک اسلامی حکومت کا خاکہ سفارشات کی شکل میں پیش کرو۔ چنانچہ ذہین دانشوروں نے اپنی سفارشات میں صاف لکھا کہ اسلام میں حزبِ اختلاف کا کوئی تصور نہیں اور جماعت سازی کا کوئی وجود نہیں ضمیر فروش ملاؤں نے سر اٹھایا مارشل لاء کو مسنون کرنے کے لیے العیاذ باللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کو اسلام کے پہلے مارشل لاء سے تعبیر کیا۔ بعض مولویوں نے صدر صاحب کو خوش کرنے کے لیے شوریٰ میں عورتوں کی رکنیت کو لازمی گردانا اور اس کے ڈانڈے فرعون کی بیوی آسیہ سے جا ملائے۔ بعض مولویوں نے سرکار پرستی میں روایتی مراسیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے لاجماعۃ فی الاسلام ولا انتخاب کا نعرہ لگایا حیرت اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ خود ایک جماعت کے صدر اور امیر بھی ہیں۔ ان کی امارتیں اور صدارتیں اپنی اپنی جماعتوں کے لیے مصیبت عظمیٰ بنی ہوئی ہیں جب صدر صاحب نے انتخاب کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا تو ان مولویوں